پروفیسر عبدالصمد صارم صاحب الازہری

تحریراتِ عہدِ رسالت

تاریخ حدیث سے ناواقف اور بعض معاند کہہ دیتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں احادیث نہیں لکھی گئیں، کیونکہ آپ نے احادیث کے لکھنے کے بارے میں حکم امتناعی جاری کر دیا تھا، چنانچہ فرمایا:

لا تکتبوا عنی غیر القرآن ومن کتب فلیمحه[1]	قرآن کے سوا مجھ سے کچھ نہ لکھو، جس کسی نے کچھ لکھا ہو، مٹا دے۔

آپ کا یہ حکمِ امتناعی دراصل ابتدائے زمانۂ اسلام کا ہے، لوگ قرآن و حدیث کو ایک جگہ لکھ لیا کرتے تھے۔ اس طرح خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ تھا لہٰذا آپ نے ایسا کرنے سے روک دیا مگر ہمیشہ یہ حکم قائم نہیں رہا۔ بلکہ حفاظت قرآن کا انتظام ہو جانے کے بعد آپ نے کتابتِ حدیث کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس انصاری کے جواب میں جس نے اپنے سوءِ حفظ کا شکوہ کیا تھا ارشاد فرمایا:

استعن بیمینک واومأ بیده الی الخط	اپنے ہاتھ سے مدد لو اور ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ لکھ لیا کرو۔

اور فرمایا:

اکتبوا لابی شاہ[2]	ابوشاہ کو لکھ کر دے دو۔

آپ نے بمقتضائے مصلحت احکامات میں رد و بدل کیا۔ اس لیے ائمہ حدیث نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بعض احادیث بعض کے لیے ناسخ ہیں اور آخری زمانے کی حدیثیں حجت ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث ابتدائی زمانے کی ہے، چونکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا، نیا نیا معاملہ تھا، صحابہ اچھی طرح تعلیم نہ پا چکے تھے، لہٰذا آپ نے بنظرِ احتیاط یہ فرمایا تھا تاکہ لوگ قرآن و حدیث میں خلط ملط نہ کر دیں۔ پھر جب صحابہ میں ایک بڑا گروہ اس قابل ہو گیا کہ لوگوں کو تعلیم دینے لگے، تو آپ نے تحریرِ حدیث کی اجازت دے دی۔ اس لیے یہ حدیث، اجازت والی احادیث سے منسوخ ہے۔

---

[1] ترمذی [2] بخاری، احمد، ترمذی۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے بارے میں بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ :-

"یہ حدیث موقوف ہے اور اجازت کتابت کی حدیث مرفوع ہے اس لیے اجازت والی حدیث کو ترجیح ہے"

حدیث موقوف کے بارے میں امام نوویؒ نے مقدمۂ شرح مسلم میں لکھا ہے کہ "امام شافعی کے نزدیک قابلِ حجت نہیں" علامہ سید شریف جرجانی اور علامہ محمد طاہر صاحب مجمع البحار اور قاضی شوکانی صاحب نیل الاوطار نے بھی اسے قابلِ حجت قرار نہیں دیا۔

اور اس کے برعکس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حدیثیں لکھائیں۔ آپ کی لکھائی ہوئی حدیثیں آج تک موجود ہیں، ان میں سے بعض کے فوٹو بھی شائع ہو چکے ہیں۔ خود صحابہ کرامؓ نے آپ کی حیات میں حدیثیں لکھیں اور کتابیں مرتب کیں۔

بعض محدود معلومات رکھنے والے اشخاص یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور کے دور میں احادیث اس لیے بھی نہیں لکھی گئیں کہ لکھنے والے معدودے چند تھے اور سامان کتابت بہت تھوڑا تھا۔ کیونکہ اہلِ عرب جاہل اور فنِ کتابت سے ناواقف تھے۔

ہم حضورؐ کے عہدِ مبارک کی تین سو کے قریب تحریریں پیش کر سکتے ہیں، جن کے متعلق کافی ثبوت موجود ہے کہ وہ آپ کے دور میں لکھی گئیں۔ میں ان میں سے صرف ان تحریروں کا ذکر کروں گا جن کا کھلا ہوا تعلق حدیث سے ہے۔

۱- معاہداتِ صلح حدیبیہ وغیرہ[۱]

۲- قبائل کے نام فرامین[۲]

۳- امراء و سلاطین کے نام خطوط[۳]

۴- فہرستِ اسمائے صحابہؓ[۴]

۵- خطبۂ فتح مکہ : یہ خطبہ آپ کے حکم سے ابو شاہ کی فرمائش پر ان کو لکھ کر دیا گیا، فرمایا، اکتبوا لابی شاہ[۵]

۶- کتاب الصدقہ : جو ابوبکر بن حزم صحابی حاکمِ بحرین کے لیے لکھائی گئی تھی۔ یہ دو صفحے تھے۔

۷- رسالۂ عمرو بن حزم صحابی : یہ آپ نے حضرت عمرؓ کے نام اہلِ یمن کے لیے ضخیم رسالہ کی صورت میں مختلف احکامات پر لکھایا تھا۔ (سننِ نسائی۔ مستدرک حاکم۔ دارقطنی)

۸- رسالۂ عبداللہ بن حکیم صحابی : آپ کا یہ نامہ مردہ جانوروں وغیرہ کے بارے میں تھا۔

۹- رسالۂ وائل بن حجر صحابی : چند احکامات آپ نے حضرت وائل کو لکھا کر دیے تھے۔

۱۰- رسالۂ ضحاک بن سفیان صحابی : اس میں شوہر کی دیت کے بارے میں حکم تھا۔

۱۱- رسالۂ معاذ بن جبل : آپ نے سبزیوں اور ترکاریوں پر زکوٰۃ کے نہ ہونے کے بارے میں ان کو لکھایا تھا۔

---

۱ ابن ماجہ و طبقات ابن سعد ۲ بحوالہ مذکورہ ۳ بخاری و تذکرۃ الحفاظ ۴ بخاری شریف ۵ بخاری شریف

۱۲۔ رسالۂ رافع بن خدیج : اس میں تحریر تھا کہ مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے[1]

۱۳۔ رسالۂ حذیفہ بن الیمان : فرائض زکوٰۃ کے بارے میں تھا[2]

۱۴۔ رسالۂ علاء بن الحضرمی : اس میں زکوٰۃ کے مسائل تھے۔

۱۵۔ رسالۂ ابوبکر الصدیق : یہ سنن حج پر ۹ھ میں لکھا جب کہ انہیں امیر حج بنایا[3]

۱۶۔ رسالۂ عمیر بن قصی اسلمی : اس میں صدقہ و زکوٰۃ کے احکامات تھے[4]

۱۷۔ رسالۂ غالب بن عبداللہ لیثی : اس فرمان میں مال غنیمت کے احکامات تھے۔

۱۸۔ رسالۂ وفد ثمامہ : یہ فرائض و صدقات پر مشتمل تھا۔

۱۹۔ رسالۂ ابی وسمہ : اس میں دفینے کے احکامات تھے۔

۲۰۔ رسالۂ ابی راشد الازدی : انہیں نماز کے احکامات لکھائے۔

۲۱۔ رسالۂ اسقف نجران : اس میں دعوت اسلام اور جزیہ کا حکم تھا۔

حضرت عمرو بن حزم صحابی نے آپ کے بیس مکاتیب جمع کر کے ایک رسالہ مرتب کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے ہزار حدیثیں آپ کے عہد میں جمع کر کے ایک رسالہ مرتب کیا تھا، جس کا نام صادقہ رکھا تھا۔

حضرت علیؓ نے حدیثیں لکھی تھیں۔

حضرت انسؓ نے بھی حدیثیں جمع کی تھیں۔

ایک مجموعۂ احادیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جمع کیا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ کے پاس دفتر احادیث لکھا ہوا موجود تھا

حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جس کا نام کتاب سعد بن عبادہ تھا۔

حضرت سعد بن ربیعؓ نے حدیثیں جمع کیں۔

اس طرح عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اگر تمام تحریروں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد تین سو تک جا پہنچتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ صحابی کی تصانیف ان کی زندگی میں تمام ممالک میں پھیل چکی تھیں۔ حضرت ابی بن کعب نے ایک تفسیر لکھی تھی، جس سے کئی ائمہ تفسیر نے فائدہ اٹھایا۔

اس مختصر مضمون میں ہم نے چند ایک تحریرات کا ذکر کیا ہے۔ جس سے اہل نظر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حدیث کی تدوین حضورؐ کے عہد مبارک میں ہو چکی تھی۔ ان میں سے کئی ایک تحریریں کئی صدی تک باقی رہیں اور بہت سی اب تک باقی ہیں۔

---

[1] مسند احمد [2] طبقات ابن سعد [3] بیہقی [4] سیرت شامی